بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۱۱ || ۲۵ اخاء ۱۳۴۱ ہش ۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء || نمبر [illegible]

یقیناً آنحضرت صلعم ہی آخر الانبیاء ہیں

صدقِ جدید کا ایک بے بنیاد اعتراض

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

مغربی افریقہ کے ملک گھانا سے وہاں کی مقامی جماعت احمدیہ کا ایک انگریزی اخبار نکلتا ہے۔ جس کا نام گائیڈنس ہے۔ اس اخبار کی ستمبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت سرور کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی و جنانی) کے روحانی فیوض و برکات اور آخر الشرائع قرآن مجید کے کمالات و افادات کے ذکر کی ذیل میں اس قسم کا انگریزی فقرہ آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس زمانہ میں رسول پاک کی شاگردی اور قرآن حکیم کی اتباع میں نورِ نبوت کی تازہ و مکمل ترین جھلک بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود میں نظر آتی ہے۔ مگر افسوس کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی ایڈیٹر صدق جدید نے جن سے بہتر ذہنیت کی امید کی جاتی ہے۔ اس فقرہ کو دوسرا رنگ دے کر اپنے ۵/اکتوبر کے پرچہ میں "ماڈرن تبلیغ" کے استہزائیہ عنوان کے ماتحت یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ گویا نعوذ باللہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے سلسلہ کے بانی کو "آخر الانبیاء" یقین کرتی ہے ؛

مولانا عبدالماجد صاحب ایک ثقہ بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی منفرد فقرہ کو لے کر نتیجہ نکالنے کی بجائے جماعت احمدیہ کے کثیر التعداد اور محکم حوالہ جات کی روشنی میں ہمارے خیالات کی ترجمانی فرمائیں گے۔ جب سینکڑوں واضح حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر و عیاں ہے۔ کہ ہم خدا کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **خاتم النبیین** اور **آخر الانبیاء** یقین کرتے ہیں۔ تو پھر کسی منفی اور ذو معنیین حوالہ سے یہ استدلال کرنا کہ نعوذ باللہ ہمارے نزدیک آخری نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہیں ایک صریح ظلم ہے۔ پھر مولانا عبدالماجد صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اخبار گائیڈنس کے حوالہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق Complete یعنی آخری کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ Complete کا لفظ ہے۔ جس کے معنی قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہونے والے کے ہیں۔ اور سیاق و سباق کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں فرق بالکل واضح ہے۔

یہ درست ہے اور ہم اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ ہم جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خدا کا ایک نبی اور رسول یقین کرتے ہیں۔ مگر ہم آپ کی نبوت کو آزاد اور مستقل نبوت قرار نہیں دیتے بلکہ اسے بروزی اور ظلی اور تابع نبوت سمجھتے ہیں جو ہمارے امام کو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور شاگردی میں اور قرآن مجید کی اتباع کی بدولت حاصل ہوئی۔ گویا کہ یہ رسول عربی (فداہ نفسی) کی نبوت کا ہی

ایک حصہ ہے نہ کہ کوئی جداگانہ چیز۔ پس باوجود اس کے کہ ہمارا رب جلیل قرآن فرماتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات ہی **خاتم النبیین** ہیں ولعنت اللہ علیٰ من کذب۔ اور لاریب حضور ہی کا وجود وہ مقدس وجود ہے جس پر جیسا کہ آپ نے خود حدیث میں فرمایا ہے۔ **آخر الانبیاء** کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے۔ ہم مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی شاگردی اور غلامی میں آنے والا ظلی نبی یقین کرتے ہیں۔

اس کی لطیف تشریح یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ :-

انا آخر الانبیاء و مسجدی ھٰذا آخر المساجد۔ (صحیح مسلم)

"یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے۔"

پس جب آپ کی مدینہ والی مسجد کے بعد اسلامی ملکوں میں لاکھوں کروڑوں نئی مسجدوں کے بننے سے مسجدی ھٰذا آخر المساجد کا مفہوم باطل نہیں ہوتا تو آپ کے بعد آپ کے کسی خادم اور شاگرد اور خوشہ چین کے نبوت کا انعام پانے سے آخر الانبیاء کے مفہوم میں کس طرح رخنہ پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ ایک موٹی سی بات ہے مگر معلوم نہیں کہ مولانا عبدالماجد صاحب جیسا عالم اور سمجھدار انسان اس معمولی سے نکتہ کو سمجھنے سے کیوں قاصر رہا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اس مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

بہرحال ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے خالق و مالک آسمانی آقا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ ولعنت اللہ علیٰ من کذب کہ ہمارے نزدیک یقیناً یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم **خاتم النبیین** ہیں اور ہمیں حضور کی ختم نبوت پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ ہمیں اپنے وجود پر یا چاند اور سورج کے وجود پر یقین ہے۔ بلکہ اس سے بہت بڑھ کر۔ اور ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جیسا کہ رسول پاک نے خود فرمایا ہے یقیناً آپ ہی آخر الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد آپ کی اتباع میں اور آپ کے فیض سے نبوت کا انعام پانے والا آپ سے جدا نہیں بلکہ آپ ہی کے وجود کا حصہ ہے اور اس کی نبوت آپ کی عالمگیر نبوت میں شامل ہے نہ کہ اس سے الگ۔

بایں ہمہ چونکہ آجکل بعض اوقات غیر از جماعت لوگ مخالفت کی وجہ سے یا ناواقفی کی بناء پر ہمارے الفاظ کو غلط معنی دیکر دوسرا رنگ پیدا کر دیتے ہیں اور بدظنی پھیلاتے ہیں اس لئے ہمارے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ ایسی باتوں میں بہت احتیاط رکھیں۔ یقیناً سچی بات کہنے اور حق بات کہنے میں کبھی نہ ڈریں مگر ایسے رنگ میں بات کریں جس میں غلط فہمی پیدا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو۔ حضور فرماتا ہے ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ اور خدا سے بڑھ کر سچا کون ہو سکتا ہے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ اکتوبر بوقت ۷ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی اور فزیو تھیراپی کی ورزشیں بھی کرائی گئیں۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

قادیان۔ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۱۸ کو سلسلہ کے کام سے شاہجہانپور تشریف لے گئے تھے تا حال واپس تشریف نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ سفر حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بخیریت واپس لائے آمین۔

قادیان ۲۳ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے بائیں بازو میں جو درد کی تکلیف تھی اب اس میں کسی قدر افاقہ ہے احباب کامل شفایابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

طبع صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر [illegible] قادیان

ہفت روزہ بدر — مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء

چین کا جارحانہ اقدام

باوجود ہمارے ملک کی انتہائی مصالحانہ کوشش کے چین کی حکومت اپنی جارحانہ کارروائی سے باز نہیں آئی۔ اور گذشتہ دو تین دن کی خبروں سے نیفا اور لداخ کے محاذوں پر حالات اس قدر پُرخطر ہو چکے ہیں۔ کہ اب ان واقعات کو معمولی سرحدی جھڑپوں سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک ہمارے محترم وزیر اعظم اور وزیر دفاع اور حکومت ہند کے دوسرے ارکان کا تعلق ہے وہ پوری طرح حالات سے واقف ہیں۔ اور ملک کے ڈیفنس اور دشمن کی جارحانہ کارروائیوں کی روک تھام کے لئے ہر ممکن تدبیر اور کوشش عمل میں لا رہے ہیں۔ لیکن بڑی لڑائیاں صرف فوجوں سے نہیں لڑی جاتیں بلکہ اس کے لئے ملک کے ایک ایک فرد کے تعاون اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاص طور پر بیرونی حملہ کے وقت ملک کی تمام قوموں اور افراد کی یکجہتی اور داخلی امن و اتحاد کے قیام کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پس قومی لیڈروں اور عوامی نمائندوں کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اس نازک اور تشویشناک وقت میں مالی۔ جانی اور ہر قسم کی دیگر قربانی پیش کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اور ملک کی سالمیت کے لئے جب بھی حکومت کی طرف سے ایسی قربانیاں پیش کرنے کی تحریک اور مطالبہ ہو۔ اپنی مادر وطن کے لئے ایسی قربانیاں دے کر اپنے فرض کو ادا کریں۔

ہم نے تھوڑا عرصہ پیشتر ایک بیرونی حکومت کے جبر و استبداد سے بہت سی قربانیاں کر کے نجات حاصل کی ہے اور ہم آزادی کی نعمت اور غلامی کی مصیبت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور چین اور دوسری کمیونسٹ حکومتوں کے جابرانہ اور ظالمانہ طریق حکومت کی مضرتوں اور مصیبتوں سے بھی آگاہ ہیں۔ پس قطع نظر اس کے کہ ہمیں اپنی آزادی کو برقرار رکھنے اور مدیشی حکومت کے جارحانہ اقدام کو روکنے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ کمیونسٹ چین کی موجودہ ظالمانہ پالیسی اور معاندانہ روش اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم اس کے مقابلہ کے لئے اپنی حکومت کے ہاتھوں کو ہر جہت سے مضبوط کریں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس نازک موقعہ پر ملک کی تمام قومیں اور پارٹیاں اپنے اختلافات کو بھلاتے ہوئے یک زبان اور یک دل ہو کر اپنے پیارے وطن کے دفاع کے لئے حکومت کی امداد کریں گی اور دشمن پر یہ ثابت کر دیں گی کہ آزاد قوموں کی طرح وہ بھی ملک کی بہبودی اور سالمیت کے لئے تمام اختلافات مٹا کر دشمن کے مقابلہ کے لئے ایک ہی صف میں کھڑی ہو سکتی ہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو ہر طرح خوشحال رکھے۔ اور ہر آن راہِ ترقی پر گامزن کرے۔ اور حکومت کے سربراہوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ ایسی تجاویز سوچ سکیں اور ایسی روش اختیار کر سکیں جو ہمارے ملک کے مستقبل کو اور زیادہ تابندہ کر سکے۔

مکرم منشی عبد الرحیم صاحب فانی مہاجر قادیان وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیان ۲۲ اکتوبر۔ آج صبح چار بجے منشی عبد الرحیم صاحب فانی مہاجر قادیان قضائے الٰہی سے ۸۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم عرصہ پانچ ماہ سے معدے کی بیماری کے باعث صاحب فراش تھے۔ اور اب بہت لاغر ہو چکے تھے۔ مرحوم سلسلہ کے مخلص اور وفادار خادم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد سنہ ۱۹۵۰ء میں اتر پردیش یو پی سے مع اہل و عیال ہجرت کر کے مرکز میں آ گئے اور نظارت بیت المال میں پوری تندہی اور محنت سے کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے لئے بطور انسپکٹر بیت المال ہندوستان کی احمدیہ جماعتوں کا دورہ کیا۔

بعد نماز ظہر احاطہ مدرسہ احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے درویشوں کی ایک بڑی تعداد سمیت نماز جنازہ ادا کی۔ اور موصی ہونے کے باعث مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر کی تیاری پر محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا فرمائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور چھ لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان میں سے سوائے تین بچوں کے سب شادی شدہ ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی کی شادی گذشتہ سال قادیان میں ہی مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش قادیان سے ہوئی۔ نیز آپ کا ایک بیٹا مکرم خلیل الرحمان صاحب مع اہل و عیال آپ کی طرح ہجرت کے بعد سے اب تک جماعت احمدیہ مرکزی دفاتر میں بطور کلرک خدمت بجا لا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ اور آپ کے پسماندگان کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

وقت کی ضرورت اور علماء کے مشاغل

اسی اشاعت میں دوسری جگہ ہم نے آگرہ کے علماء کا ایک اشتہار من و عن نقل کیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی زبوں حالی اور علماء کے موجودہ مشاغل کا کسی حد تک علم ہو سکتا ہے۔ صرف یہی اشتہار نہیں بلکہ اس وقت تک پاک و ہند کے علماء کی طرف سے اس نوعیت کے جس قدر اشتہارات کتب و رسائل شائع ہو کر منصۂ شہود پر آ چکے ہیں شاید ان کے انبار پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھو جائیں۔ کاش ان لوگوں کو الحاد و بے دینی پھیلانے والوں کی دسیسہ کاریوں پر غور کرنے کی توفیق ملتی تب ان کے راہنما اور علم مذہب کی اصل خدمت کی اہمیت و ضرورت کو واضح کرنے اس کی غیر معمولی روحانی تاثیرات کے اظہار اور مذہب پر کئے جا رہے حملوں کے دفاع کی طرف مڑ جاتے!!

الحادی طاقتوں کا مذہب پر بھرپور وار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس کا دفاع عام قسم کے مذہبی آدمی سے تو ممکن نہیں اس کے لئے تو ایسے طبقہ ہی کو میدان میں آنے کی ضرورت تھی جو اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو اسی لئے تو العلماء ورثۃ الانبیاء کے مقدس خطاب سے اس طبقہ کو یاد کیا گیا ہے!!

مگر کیا ایسے ہی علماء اس خطاب کے مصداق ہیں جن کا کردار مشار الیہ اشتہار سے ظاہر ہے۔ خدا نہ کرے کہ امت مرحومہ کے ہادی اور راہنما یہ لوگ بن جائیں جن کو وقت کے تقاضا کا علم ہی نہیں۔ جو نہیں جانتے کہ اس وقت اسلام کن مصائب اور مشکلات میں گھرا پڑا ہے اور اس کی سلامتی کے لئے انہیں کس قسم کی جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اور کیسی تدابیر کو عمل میں لانے سے مخالفانہ کوششیں ناکام بنائی جا سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی جماعت ایسا کرے تو یہ علماء اُلٹے اس پر کفر کا فتویٰ جڑنے لگتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں علماء کے تذکرہ میں معاصر دعوت دہلی نے خوب لکھا تھا کہ

"ابھی مولانا صاحب کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں گویا علماء کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ کچھ نہ کریں مگر کرنے والوں پر فتوے جڑتے رہیں"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء)

یعنی علماء کفر کے فتوے جڑنا جانتے ہیں مگر عملی میدان میں کچھ کر کے دکھانے سے قطعی قاصر ہیں۔ چنانچہ زیر نظر اشتہار بھی اسی طرز کی عملی کیفیت کا ایک پہلو پیش کرتا ہے۔ اس تکفیر بازی سے کیا یہ بہتر نہ تھا کہ اپنی اس علمی اور عملی قوت کو اسلام کے لئے کسی مفید کام میں لگاتے۔ اگر کسی غیر مسلم کو دین اسلام کی دعوت دینے اور اس پر اسلام کی خوبیاں واضح کرنے کی توفیق نہ ملتی تو کم سے کم کمزور ایمان مسلمانوں کے لئے اپنی بے عملی سے ٹھوکر کا موجب تو نہ بنتے۔

عامۃ المسلمین کی بہت بڑی بھول ہے جو ایسے نام کے علماء کے پیچھے چل رہے ہیں اور انہوں نے ان لوگوں کو اپنا ہادی اور راہنما بنا رکھا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ میں بے عمل علماء کے ظاہر ہونے کی پیش خبری جو آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کے مقدس الفاظ نبوی میں دی گئی تھی آج انہی علماء کے اپنے تکفیری مشاغل سے پوری ہو رہی ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ وہ خدا جس نے اسلام جیسا پیارا اور کامل و مکمل دین نازل کیا وہ اسے کبھی بھی بے سہارا

(باقی صفحہ [illegible] پر)

(اقتباس از تفسیر کبیر)

دُنیا کے تمام علوم قرآن کریم سے ہی ظاہر ہوئے ہیں

(اور)

اب قیامت تک جس قدر تعلیمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کیلئے چلینگی

آیہ کریمہ اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی لطیف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز

سورۃ العلق کی آیہ کریمہ الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قلم سے بندہ کو سکھایا ہے کیونکہ یہ خلاف واقعہ ہے۔ کب قلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو الف اور بائے سکھلائی ہے۔ جب ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تو یہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے قلم کو سکھایا۔ اسی طرح اس سے یہ مراد بھی نہیں ہو سکتی کہ بندہ جو کچھ قلم سے لکھتا ہے وہ سب خدا تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہوتا ہے کیونکہ بندے دوسروں کو جھوٹ بھی سکھاتے ہیں۔ دنیا اور مذہب بھی سکھاتے ہیں۔ اخلاق اور روحانیت سے گری ہوئی باتیں بھی سکھاتے ہیں۔ گندے اور ناپاک اشعار بھی سکھاتے ہیں۔ الف لیلہ کے قصے بھی سکھاتے ہیں۔ ہزاروں افراد دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں جو لغویات لکھتے اور لغویات شائع کرتے رہتے ہیں۔ پھر

قلم سے کام لینے والے

وہ لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ وہ لوگ بھی موجود ہیں۔ جو اخلاق کی کوئی قیمت نہیں سمجھتے۔ وہ لوگ بھی موجود ہیں۔ جو مذہب کے خلاف ہیں غرض ہر قسم کی تعلیم کا منکر دنیا میں موجود ہے اس لئے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ بندہ جو کچھ قلم سے لکھتا ہے وہ سب خدا تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہوتا ہے کیونکہ اس میں ہزاروں افتراء ہوتے ہیں عَلَّمَ بِالْقَلَمِ میں گو ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر مراد مستقبل ہے

عربی زبان کا قاعدہ

ہے کہ کبھی ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے اور مراد استقبال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ محاورہ کثرت سے استعمال ہوا ہے اسی طرح الہامات میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ درحقیقت ماضی کو استقبال کے معنوں میں اس لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ماضی سب سے زیادہ قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ جب انسان کوئی کام کر رہا ہو تو ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس کام کو پوری طرح کر بھی سکے گا یا نہیں۔ مثلاً زید پڑھ رہا ہو تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اسی طرح پڑھتا چلا جائے گا یا مر جائے گا۔ لیکن جب ہم کہیں زید پڑھ چکا ہے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات میں جب قطعی اور یقینی طور پر کسی بات کو بیان کرنا ہو تو وہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تم اس بات کو ایسا سمجھو کہ گویا ہو چکی ہے۔ اور اس کا وقوع بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ ایسا ہی قطعی اور یقینی جیسے ماضی ہوتی ہے۔ اسی طرح گو اس جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے علوم کو قطعی اور یقینی اور غیر متبدل طور پر قلم کے ذریعہ سکھائے گا یعنی یہ قرآن لکھا جائے گا۔ اور اس کی تائید میں لوگوں کی قلمیں چلا کریں گی۔ اب دیکھو

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی

کیسے عجیب طریق پر پوری ہوئی ہے دنیا میں صرف یہی ایک کتاب ہے جو قلم سے محفوظ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کتاب قلم سے محفوظ نہیں ہوئی۔ موسیٰ کی کتاب اس وقت نہیں لکھی گئی جب وہ موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ ابراہیمؑ کے صحف اُس وقت نہیں لکھے گئے جب وہ ابراہیمؑ پر نازل ہوئے تھے۔ ویدا اُس وقت نہیں لکھے گئے جب وہ رشیوں پر نازل ہوئے۔ ژند اور اوستا اُس وقت نہیں لکھی گئیں جب وہ زرتشت پر نازل ہوئی تھیں۔ انجیل اُس وقت نہیں لکھی گئی تھی جب حضرت مسیحؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ بتازہ الہامات ہوتے تھے۔ غرض دنیا میں کوئی ایک الہامی کتاب بھی ایسی نہیں جو ابتداء میں لکھی گئی ہو۔ صرف قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو شروع سے لکھی گئی ہے۔ اور آج تک انہی الفاظ میں محفوظ ہے۔ جن الفاظ میں یہ کتاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اور یہ ایسی پختہ اور یقینی ہے کہ دشمنانِ اسلام تک یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کہ دنیا میں اگر کوئی کتاب ایسی ہے جس کے متعلق یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ وہ شروع سے لے کر اب تک ایک حرف اور ایک زیر اور ایک زبر کے تغیر کے بغیر

اُسی رنگ میں محفوظ

ہے۔ جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش ہوئی تو وہ صرف قرآن کریم ہے۔ میور۔ نولڈکے اور سپرنگر جیسے شہور یورپین مستشرق ہیں۔ اور جنہوں نے اسلام کی مخالفت میں اپنی تمام عمر بسر کی۔ انہوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ یہ شروع سے لے کر اب تک ہر قسم کے تغیر اور انسانی دست برد سے محفوظ چلا آ رہا ہے۔ پھر عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے ایک یہ معنے بھی ہیں کہ

قرآن کریم کے ذریعہ آئندہ سارے علوم دنیا میں پھیلیں گے

چنانچہ آج جس قدر علوم نظر آتے ہیں یہ سب قرآن کریم کے طفیل معرضِ وجود میں آئے ہیں۔

قرآن کریم عربوں میں نازل ہوا۔ اور عرب بالکل جاہل تھے۔ انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ تاریخ کس علم کا نام ہے یا صرف اور نحو کون سے علوم ہیں یا فقہ اور اصول فقہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر جب قرآن کریم پر ایمان لانے کی سعادت اُن کو حاصل ہوئی تو قرآن کریم کی وجہ سے اُنہیں اِن تمام علوم کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مثلاً جب اُنہوں نے قرآن کریم میں پڑھا کہ پہلے زمانوں میں فلاں فلاں انبیاء آئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ یہ واقعات پیش آئے تھے تو قرآن کریم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اُنہیں گزشتہ واقعات کی چھان بین کرنی پڑی۔ اور اس طرح

علمِ تاریخ کی ایجاد

عمل میں آئی۔ پھر بے شک قرآن کریم عربی زبان میں تھا۔ اور اہلِ عرب کے لئے اُس کا سمجھنا یا اس کی صحیح تلاوت کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا مگر جب اسلام نے عرب کی سرزمین سے باہر قدم رکھا تو غیر اقوام کے میل جول کی وجہ سے عربوں میں بھی اعراب کی غلطیاں شروع ہو گئیں۔ جس پر اُنہیں اس زبان کے قواعد جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس طرح

علمِ صرف اور نحو کی ایجاد

ہو گئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالاسود اپنے گھر گئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کی بیٹی قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کو اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ پڑھ رہی ہے آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول دونوں ہی مشرکوں سے بیزار ہیں مگر رَسُوْلُہٗ کی بجائے رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے یہ معنے بن جاتے ہیں کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی۔ گویا پیش کی جگہ زیر پڑھنے سے آیت کے کچھ کے کچھ معنے ہو گئے۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت علی رضؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا ہمارے ملک میں اب عجمیت سے بھی

لوگ آ گئے ہیں۔ اور ہماری بیٹیاں بھی اُن سے بیاہی گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری زبان خراب ہو گئی ہے۔ میں ابھی اپنے گھر گیا تھا تو میں نے اپنی بیٹی کو اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کی بجائے اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ پڑھتے سُنا۔ اگر اسی طرح غلطیاں شروع ہو گئیں تو طوفان برپا ہو جائے گا۔ اس کے انسداد کے لئے عربی زبان کے متعلق قواعد مدوّن کرنے چاہئیں تاکہ لوگ اس قسم کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں۔

حضرت علیؓ

اس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اُسی وقت آپ نے بعض قواعد بتلا دیے۔ اور پھر فرمایا اُنْحُ نَحْوَہٗ وَنَحْوَہٗ اس بنیاد پر اور بھی قواعد بنا لو۔ چنانچہ اسی بنا پر اس کو علم نحو کہا جاتا ہے پس

قرآن کریم کی صحت کیلئے

علم صرف اور نحو ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم کے معانی کے لئے لُغت لکھی گئی۔ کیونکہ عربوں کو خیال آیا کہ جب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو وہ قرآن کریم کے معنے کس طرح سمجھیں گے۔ پس لُغت بھی قرآن کریم کی خدمت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے بعد قرآن کریم کی تشریح کے لئے علم فقہ اور اصول فقہ کی ایجاد عمل میں آئی۔ اسی طرح علم معانی اور علم بیان محض قرآن کریم کے طفیل ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم کے محاورات اور اُس کے استعارات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے بلاغت کی بنیاد پڑی کیونکہ اس کے بغیر قرآنی محاورات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ اس فن کے متعلق لُغت کی کتب میں

ایک لطیفہ

بیان ہوا۔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی شخص نے مجلس میں اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم میں بعض ایسی باتیں آتی ہیں جو عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً لکھا ہے فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ (کہف ع ۱۰) کہ دیوار یہ ارادہ کر رہی تھی کہ گر جائے۔ بھلا دیوار بھی کبھی گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے۔ یہ کیسی جاہلوں والی بات ہے۔ جو قرآن کریم نے کہی ہے ایک اور عالم شخص وہاں موجود تھے مگر انہیں اس اعتراض کا جواب نہ آیا وہ حیران تھے کہ میں کیا کہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد

ہی اس شخص نے اپنے نوکر کو جو کہ اچھے قبیلے میں سے تھا بُلایا اور اُس سے کہا کہ میرا فلاں دوست بیمار ہے جاؤ اُس کا حال دریافت کر کے آؤ۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی آ کر کہنے لگا حضور میں کیا عرض کروں يُرِيْدُ اَنْ يَّمُوْتَ وہ تو مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ یہ سنتے ہی اُس پر گھڑوں پانی پھر گیا۔ کہ میں جو کچھ اعتراض کر رہا تھا اُس کا جواب مجھے اپنے نوکر کے ذریعہ مل گیا۔ اس کا اعتراض یہ تھا کہ دیوار بھی کبھی ارادہ کیا کرتی ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اُسے اس رنگ میں دیا کہ اُس کے اپنے نوکر نے اُسے آ کر کہا کہ يُرِيْدُ اَنْ يَّمُوْتَ۔ وہ مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ حالانکہ مرنے کا کوئی شخص ارادہ نہیں کیا کرتا۔ در اصل

یہ ایک استعارہ تھا

اور اس کے معنے یہ تھے کہ وہ مرنے پر تیار ہے۔ اسی طرح يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ کے معنے یہ ہیں کہ وہ دیوار گرنے پر تیار تھی نہ یہ کہ دیوار کوئی جاندار چیز ہے جو گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے غرض یہ علوم جو دنیا میں یکے بعد دیگرے دنیا میں ظاہر ہوئے محض قرآن کریم کے طفیل اور اُس کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔

اگر یہ علوم پیدا نہ ہوتے تو

قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ درجہ کی شان کو لوگ پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتے۔ یہی حال علم اقتصادیات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنی اقتصادیات کی توضیح کے لئے دنیا میں قائم کیا۔ غرض صرف کیا اور نحو کیا اور تاریخ کیا اور ادب کیا اور کلام کیا اور فقہ کیا۔ سب علوم قرآن کریم کی خدمت کے لئے نکلے ورنہ عرب تو محض جاہل تھے۔ اُنہیں ان علوم کی طرف توجہ ہی کس طرح پیدا ہو سکتی تھی۔ اُن کو توجہ تو محض اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے قرآن کو مانا اور پھر قرآن کے ذریعہ دنیا کو روشناس کرانے کے لئے انہیں ان علوم کی ایجاد یا اُن کے پھیلانے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اب رہی باقی دنیا سو اُس نے بھی قرآن کریم سے ہی ان تمام علوم کو سیکھا ہے۔ کیونکہ یہ علوم وہ ہیں جو عربوں نے ایجاد کئے اور پھر عربوں سے باقی دنیا نے لئے۔ یورپ نے ایک عرصۂ دراز تک

مسلمانوں کے اس احسان کو چھپانے کی کوشش

کی ہے۔ مگر اب خود یورپ میں ایسے لوگ

پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی کتابوں میں بڑے زور سے لکھتے ہیں کہ یہ کیسی بے شرمی اور بے حیائی ہے کہ علم تو مسلمانوں سے سیکھا جائے مگر اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اس رنگ میں اپنے آپ کو پیش کیا جائے کہ گویا ان علوم کے موجد ہم ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ احسان فراموشی کی بدترین مثال ہے کہ جنہوں نے ہم کو علم سکھایا ہے ہم اُن کا ذکر تک نہیں کرتے اور اپنی طرف تمام علوم کو منسوب کرتے چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کی کتابیں ہیں اور میں نے دیکھا ہے اُن کتابوں کے مصنف اتنی شدت سے بحث کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے اپنی قوم کے اس فعل کے خلاف اُن کے قلوب غیظ و غضب سے بھرے پڑے ہیں۔ جب ایک طرف وہ

مسلمانوں کے احسانات

کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنی قوم کی ڈھٹائی کو دیکھتے ہیں کہ ایک چیز مسلمانوں سے حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کا نام تک نہیں لیتی تو اُن کے دلوں میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ یہ سخت نمک حرامی ہے کہ مسلمانوں کی ایک ایک چیز کو اپنا لیا جائے مگر اُن کے علم و فضل اور احسان کا اشارۃً بھی ذکر نہ کیا جائے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا میں نے ایک کتاب پڑھی جس میں

موسیقی پر بحث

کی گئی تھی۔ موسیقی کا آغاز بھی مسلمانوں سے ہی ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی سے اُن کو موسیقی کی طرف توجہ ہوئی جس نے رفتہ رفتہ ایک بہت بڑے علم کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یورپ دعویٰ کرتا ہے کہ موجودہ موسیقی کا علم اُس نے ایجاد کیا ہے۔ مگر جس کتاب کا ذکر میں کر رہا ہوں اُس کے مصنف نے بڑے زور سے یہ بات پیش کی ہے کہ یورپ کا یہ ادعا محض دھوکہ اور فریب ہے۔ موسیقی کا علم یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا ہے۔ اور پھر وہ اس کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ برٹش میوزیم میں فلاں نمبر پر فلاں کتاب موجود ہے اس میں فلاں

پادری کے نام کا ایک خط

درج ہے۔ جو کسی عیسائی نے اُسے لکھا۔ اور اُس خط کا مضمون یہ ہے

کہ میں سپین گیا تھا وہاں مسلمانوں کی موسیقی کا کمال دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ مسلمانوں کی موسیقی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور اُن کے مقابلہ میں ہماری موسیقی بہت ادنیٰ معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور یہ امر دین نصرانیت کے خلاف نہ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اُن کی موسیقی کا ترجمہ یورپین لوگوں کے لئے کر دوں۔ تاکہ ہمارے گرجاؤں میں بھی یہ اعلیٰ درجہ کی موسیقی رائج ہو جائے۔ اور عیسائیت زیادہ محبوب ہو جائے۔ وہ کہتا ہے اس خط کا پادری صاحب نے جو جواب دیا وہ بھی آج تک برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ پادری صاحب نے جواب یہ دیا کہ کوئی حرج نہیں آپ سپین کی موسیقی کا بے شک ترجمہ کریں مگر

دیکھنا مسلمانوں کا نام نہ لینا

اگر تم نے نیچے حوالہ دے دیا اور یہ ذکر کر دیا کہ یہ موسیقی مسلمانوں سے لی گئی ہے تو اُن کی عظمت قائم ہو جائے گی اس لئے نقل تو بے شک کر دو مگر مسلمانوں کا نام نہ لینا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ تم یہ علم اپنی طرف سے بیان کر رہے ہو۔
غرض یورپ نے چاہا کہ یہ بات پوشیدہ رہے کہ اُس نے مسلمانوں سے تمام علوم حاصل کئے ہیں مگر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکی۔ آج خود عیسائیوں میں ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے زور سے اپنی قوم کی اس احسان فراموشی کا کتابوں میں اعلان کرتے ہیں۔ اسی طرح فن تعمیر۔ قالین بافی اور عمارتوں پر رنگدار بیل بوٹے بنانے یہ تمام علوم وہ ہیں جو

یورپ نے مسلمانوں سے سیکھے

چنانچہ اس کا ایک ثبوت میں خود ولایت میں دیکھ کر آیا ہوں۔ برائٹن میں ایک پرانا شاہی قلعہ ہے اُس کی دیواروں پر بیل بوٹے بنانے کے لئے عیسائیوں کو سارے یورپ میں کوئی آدمی نہ ملا۔ آخر انہوں نے

مسلمان ماہرین کو بلایا

اور وہ وہاں بیل بوٹوں کی بجائے جگہ جگہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ کر آ گئے۔ یہی اُن کا عمارت کو سجانا تھا۔ اور یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ اس فن کی ایجاد کا سہرا مسلمانوں کے سر پر ہے۔
غرض یورپ کے پاس کوئی ایک چیز بھی نہیں تھی انہوں نے جو کچھ سیکھا سپین کے مسلمانوں سے سیکھا اور سپین نے جو کچھ سیکھا شام سے سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا قرآن سے سیکھا۔ پس دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں۔ اور اب قیامت تک جس قدر

تعلیمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کے لئے ہی چلیں گی۔ آج یورپ میں جتنی کتابیں نکل رہی ہیں وہ سب کی سب عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تصدیق کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہی ہیں کہ قلم کے ذریعہ قرآن کریم کو پھیلایا جائے گا۔ عرب ہر قسم کے علم سے نابلد تھے۔ لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد وہ تمام دنیا کے استاد بن گئے۔ اور فلسفہ جس پر یورپ کو آج بہت بڑا ناز ہے اس کے بھی وہی موجد قرار پائے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلسفہ یورپ کی ایجاد ہے۔ لیکن ایک یوروپین فلاسفر نے اس کو بالکل غلط قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے فلسفہ ہم نے شروع سے لے کر آخر تک اشعری سے لیا ہے مگر ہمارے فلسفہ میں کسی کو کوئی اچھی بات نظر آتی ہے تو اس تعریف کے مستحق ہم نہیں بلکہ اشعری اس تعریف کا مستحق ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہو جائے لیکن اس کے باوجود بیج اپنی ذات میں جو قیمت رکھتا ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے

بیج کی اہمیت

سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح علوم خواہ کس قدر ترقی کر جائیں سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا۔ اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علوم سکھلانے کا وقت آ گیا ہے پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں۔ اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ جزو ہم حصہ دوم صفحہ ۲۷۰ تا صفحہ ۲۷۴)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں تا کہ جلد تعمیل ہو سکے۔

وقت کی ضرورت اور علماء کے مشاغل

(بقیہ صفحہ ۲)

اور بے یار و مددگار چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اس نے تو روز اوّل سے اس کی حفاظت و صیانت کا کام خود اپنے ذمہ لیا۔ اور فرمایا:-

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"

"ہم نے ہی قرآنی تعلیم کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت بھی کریں گے۔"

اور جس نے اپنے حبیبؐ کی زبانی امتِ مرحومہ کے لئے یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ

"اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا"

یعنی ہر صدی کے سر پر مجددین کا سلسلہ جاری رہے گا جو مسلمانوں کو ہر زمانہ کی پیش آمدہ ضرورت کے ماتحت قرآنی تعلیم کے سرچشمہ سے حسبِ حالات سیراب کرتے رہیں گے۔

(۲۲)

علاقہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ مظفرپور

مرسلہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۱)

سملیہ آج سے دو ماہ قبل جب میں ابھرا بل رغیاں رانچی سے پانچ میل دور سملیہ کے مقام پر جہاں محترم سید محی الدین احمد صاحب کی زمین اور بنگلہ ہے مقیم تھا۔ وہاں کے اہالیان سے تعلقات بڑھے۔ میں نے کئی بار ان لوگوں کی ان کی خواہش پر ان کو نماز جمعہ بھی پڑھائی۔ اور دیگر متعدد تقاریب پر تقاریر کرتا رہا۔ اور انہیں پیغام حق پہنچاتا رہا۔ انہی ایام میں اہالیان بستی نے ایک احمدی معلم سے تقریر کی خواہش کی۔ میں نے انہیں کہا کہ احمدی معلم رکھنے کی صورت میں ان کی مخالفت علماء طبقہ کے افراد کریں گے۔ کیونکہ ابتداء سے تا ایں دم یہی سنت چلی آتی ہے کہ سچائی کی مخالفت ہوتی ہے۔ بستی والوں نے کچھ دن بعد اپنی ایک میٹنگ کی جس میں متفقہ فیصلہ کر کے ایک وفد کی صورت میں میرے پاس پہنچے اور کہا ایک معلم جماعت کی طرف سے دیا جائے وہ مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ وقف جدید نے خاکسار کی درخواست پر ایک معلم سید بدر الدین احمد صاحب کا تبادلہ سملیہ میں کر دیا کہ جنہوں نے یہاں آکر بہت محنت اور کوشش سے کام شروع کر دیا۔ نتیجہ میں مخالف علماء نے آکر مخالفت شروع کر دی اور بستی میں اپنا معلم مقرر کیا اور کہا کہ احمدیوں سے وہ بر سر تحت مناظرہ مباحثہ اور تبادلہ خیالات کرنے کو تیار ہیں۔ اس تحریک کے بانی مولوی نظام الدین صاحب خطیب مسجد فتح اللہ روڈ رانچی تھے جنہیں میں پہلے سے تبلیغ دے چکا ہوں۔ یہاں ایک دوست نے بیعت کی اور کہا کہ معلم میرے مکان میں کام کریں۔ بستی کے کئی افراد رانچی گئے اور مولوی صاحب سے کہا کہ احمدی مبلغ سملیہ آیا ہوا ہے چلیں چل کر اس سے تبادلہ خیالات کریں۔ لیکن ایک نہ سنی۔ بلکہ الٹا یہ کہا کہ ہمارے علماء تیار نہیں ہو سکتے۔ جملہ احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ افراد بستی کو بھی قبول حق کی توفیق دے اور جملہ روکیں دور فرمائے۔ آمین۔

(باقی)

(۲۲)

یہی نہیں بلکہ مخصوص طور پر اس پُر آشوب زمانہ کی فتنہ سامانیوں کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑے خادم اسلام کے کھڑا کئے جانے کا وعدہ دیا گیا جسے اسلامی محاورات میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ الحاد و بے دینی کی طاقتیں پسپا ہوں گی دجال قتل کیا جائے گا مسیحی روحانیت چمکے گی۔ تازہ بتازہ معجزات و نشانات کے ذریعہ سے لوگوں کے دل نئے ایمان اور پختہ یقین سے پُر ہوں گے۔ ایک دنیا مذہب کی زندہ تاثیرات کو بچشم خود دیکھ کر مشاہدہ کرے گی۔

جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ یہ آنے والا آ چکا۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد نہایت کامیابی کے ساتھ رکھ دی گئی۔ اور اس برگزیدہ جماعت نے وقت کے برحق امام کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں ان برکات سے وافر حصہ پایا جو اس زمانہ کی مومن جماعت کے لئے ازل سے مقدر تھا۔ درانحالیکہ مخالف علماء حقیقی رنگ میں خدمت دین کی توفیق سے محروم کر دیئے گئے۔ اب ان کے لئے سوائے باہمی تکفیر بازی کے اور کوئی مفید کام باقی نہیں رہا۔ اسی لئے وہ اسی میں لگے ہوئے ہیں۔ سچ

ہے دین کی کیا حالت یہ اُن کی بلا جانے

اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

قبل ازیں دو دفعہ اعلان کیا جا چکا ہے نیز خطوط کے ذریعہ بھی بار بار توجہ دلائی جا رہی ہے کہ لجنات اماء اللہ بھارت کی سالانہ رپورٹ اکتوبر ۶۱ء تا ستمبر ۶۲ء شائع کرنے کے لئے بھیجی جاوے۔ لیکن اب تک ۲۶ لجنات میں سے صرف گیارہ لجنات کی سالانہ رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ براہ مہربانی پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین سلسلہ بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور جہاں جہاں لجنات قائم ہیں ان کو توجہ دلائیں کہ اپنی سالانہ رپورٹ مرکز میں جلد از جلد بھجوائیں تا کہ کسی لجنہ کی رپورٹ شائع ہونے سے رہ نہ جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان (بھارت)

۲۲/۱۰/۶۲

تاجران جماعت احمدیہ یادگیر کے سالِ نو کا دُعائیہ پروگرام

از مکرم مولوی سیف احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ مقیم یادگیر

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی تاجران جماعت احمدیہ یادگیر نے اپنے کاروباری سال کے پہلے دن یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء کو دعائیہ پروگرام کی تقاریب منعقد کیں۔ جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:-

۱- ۷ ۱/۲ بجے الیاس اینڈ برادرس بمٹ بیڑی فیکٹری کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مکرم محمد اسمٰعیل صاحب غوری نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور دعائیہ اشعار کے بعد مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے سال گذشتہ کے بخیر و خوبی سرانجام پانے پر خدا تعالیٰ کا شکر اور آئندہ ترقی کاروبار کی دعا کی۔ اور حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی اور کارخانہ کے سابقہ دور کا مختصر حال بتا کر موجودہ صورت کی تفصیل بتائی۔ اس کے بعد خاکسار نے دعا کرائی۔ اور تقریب ۸ بجے ختم ہوئی۔

۲- ۸ ۱/۲ بجے محمد الیاس احمدی اینڈ کو کی تقریب دعا بصدارت محترم سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد

مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے مالکان و کارکنان کارخانہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمیں اپنی تجارتی مشکلات کے ازالہ کے لئے حقیقی مشکلکشا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اسی کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ اسی سے ہمیں برکت ملے گی۔ آخر میں صدر محترم نے حاضرین کو نصیحت کی کہ ہمارا یہ پروگرام رسمی نہیں ہے بلکہ سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق ہے کہ ہر کام کی ابتدا خدا تعالیٰ کے نام سے اور اس کی نصرت چاہتے ہوئے کرنی چاہیئے۔ بعدہٗ صدر محترم نے دعا کرائی اور یہ پروگرام ختم ہوا۔

۳- ۹ بجے محمد ادریس اینڈ برادرس بیڑی فیکٹری کا پروگرام تقریب دعا زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب نے مالکان و کاریگران کو مخاطب کر کے بتایا کہ ان سب کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ماضی کی طرف دیکھ کر گذشتہ غلطیوں و تساہل کا اعادہ نہ ہونے دیں۔ بعدہٗ خاکسار نے دعا کرائی۔

۴- ۹ ۱/۲ بجے محمد اسمٰعیل صاحب غوری اینڈ کو کی تقریب دعا کا پروگرام زیر صدارت محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب شروع ہوا۔ میں نے حاضرین کو بتایا کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہمیں ہر کام شروع کرنے سے پہلے خدا کی استعانت و نصرت چاہنا ضروری ہے۔ اسی غرض کے لئے ہم آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر تقریر ختم کی ؎

اے خدا کمزور ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے اٹھا
ناتواں ہم ہیں ہمارا خود اٹھا لے سارا بار

بعدہٗ صدر محترم نے دعا کرائی اور تقریب ختم ہوئی۔

۵- مورخہ ۲ اکتوبر کو اڈکور کے کارخانہ کی تقریب دعا سال نو منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے حاضرین کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

کہ شکر یہ کرنے والے کو زیادہ دیا جائے گا۔ اسی اصول کو مدنظر رکھ کر ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ کارخانہ بھی یادگیر کے مکرم سیٹھ عبداللطیف صاحب کا ہے کہ جن کے دادا حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ کہ انہوں نے شکریہ ادا کیا اور ترقی کی۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور تقریب ختم ہوئی۔

ان تقاریب کے موقع پر مندرجہ ذیل احباب نے بہ تفصیل ذیل چندے دیئے۔

	نام	شکرانہ فنڈ	اعانت بدر
۱-	مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب	شکرانہ فنڈ ۲۵ روپے	اعانت بدر ۶ روپے
۲-	" " محمد الیاس صاحب	" ۳۰ "	" ۶ "
۳-	" " محمد ادریس صاحب	" ۱۱ "	" ۲ "
۴-	" " محمد اسمٰعیل صاحب غوری	" ۱۰ "	" ۵ "
۵	" نعمت اللہ صاحب غوری	—	" ۱۰ "
۶-	" سیٹھ عبداللطیف صاحب	شکرانہ فنڈ ۱۰ "	" ۲۲ "

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اُن کی اس خدمت کو قبول فرما کر مزید خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔

آخر میں خاکسار صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے کاروبار میں ترقی و برکت دے کر ان کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

تبصرہ

(۱) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ رسالہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی تصنیف لطیف ہے۔ حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کو جماعت میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ آپ ایک متبحر عالم ہونے کے ساتھ تحریر و تقریر میں ایک یکساں مہارت اور امتیازی شان کے مالک تھے۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر قلم اٹھایا اور بڑے ہی عالمانہ مگر عام فہم اور دلنشین انداز میں اسے بیان کیا۔ آپ کا یہ مضمون کتابی صورت میں متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ اور جماعت کے بیشتر دوست اس سے متعارف ہیں۔ رسالہ کی تالیف کی غرض حضرت مولانا مرحوم نے خود یہ بیان فرمائی ہے کہ

"میری اصل غرض جو میرے ذرہ ذرہ وجود میں خمیر کی گئی ہے اور اس کی اشاعت کے لئے میرے بال بال میں جوش ڈالا گیا ہے یہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ وہ شخص کیسا ہونا چاہیئے جس کے ہاتھ میں ہم ایمان جیسی گرامی قدر امانت سپرد کریں۔"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بلند پایہ مؤلف رسالہ ہذا نے اس مقصد میں بڑی ہی کامیابی سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

۴۲ صفحات کے اس رسالہ کی قیمت ۶۰ پیسے ہے جو میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ کے عقائد

$\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۶ صفحات کا مختصر مگر جامع مضمون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک پرانی تقریر ہے جسے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ رسالہ کے نام ہی سے اس کے مضمون کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس کا مطالعہ جہاں افراد جماعت کو اپنے سلسلہ کے اعتقادی نظریات کا ایک مستند اور جامع و مختصر ذخیرہ فراہم کرتا ہے وہاں سنجیدہ مزاج متلاشی حق کے لئے جماعت کے عقائد کے متعلق بہترین اور صحیح معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ اس لئے اپنے ذاتی علم میں اضافہ اور مخالفین کی طرف سے جماعت کے بارہ میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ ایک آنہ فی نسخہ یا ایک روپیہ کے ۲۰ رسالہ کے حساب سے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

درخواست دعا۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب مالک برنی ٹیلرنگ فرم نے مورخہ ۱۲ اکتوبر کو یادگیر میں اپنی نئی دکان کا افتتاح کیا ہے۔ انہوں نے مبلغ دس روپے شکرانہ فنڈ اور مبلغ پانچ روپے اعانت بدر کی مدات میں ادا کیا۔ احباب کرام اس نئی دکان کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار سیف احمد مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف اُن مقررکردہ معیار کے مطابق

قادیانی تفسیریں ہیں نہ کہ پیغامی تفاسیر

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیانی)

سابق امیر منکرین خلافت جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۲۹ء میں ایک ٹریکٹ لمحہ فکریہ کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس ٹریکٹ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش تھی کہ ایک تفسیر تیار کر کے اس کا انگریزی میں ترجمہ کرا کر باہر ملکوں میں بھیجی جائے۔ چنانچہ اس کی تائید میں انہوں نے حضور کی کتاب ازالہ اوہام سے حسب ذیل اقتباس پیش کیا ہے:۔

"میری صلاح ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر تیار کر کے بعد انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز نہیں ہوگا جیسا کہ مجھ سے یا جیسا کہ اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷۳)"

(لمحہ فکریہ صفحہ ۲۱)

پھر لکھتے ہیں کہ

"دوسری جگہ آپ کو ایک روشن کشف میں یہ دکھایا گیا کہ وہ تفسیر علیؓ نے لکھی ہے۔ اور علیؓ وہ تفسیر مجھ کو دیتا ہے۔"

"آپ نے اس کشف کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ "پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۱ و صفحہ ۲۲) (لمحہ فکریہ صفحہ ۲۱)

مولوی صاحب کا ادعا

مولوی صاحب موصوف اس کشف کے ذکر کے بعد مختصر طور پر لکھتے ہیں کہ:۔

"مکمل تفسیر قرآن اور وہ بھی ایک کتاب کی صورت میں وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس عاجز کو لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔"

(لمحہ فکریہ صفحہ ۲۲)

اس کے بعد مولوی صاحب اپنے حق پر ہونے کے ثبوت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک اور کشف کو پیش کر کے جس میں واقع کو یا ورلوں کے اخیر کے استعمال میں آنے والا نہر کو نمبر کی شکل کا آسانی چلنے والا قلم دینے کا وعدہ کیا گیا تھا یہ بتانے کے لئے کہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کا منشاء پورا کیا۔ اپنی تفسیر بیان القرآن کی تمہید کو اسکی تائید میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"مصلحت الٰہی یہی تھی کہ حضور کا وہ کشف پورا ہو جو ۱۸۷۵ء میں آپ نے دیکھا تھا کہ علی ایک تفسیر لکھے اور وہ تفسیر آپ کو دے چنانچہ اس تفسیر کی تمہید میں میرے یہ لفظ ہیں۔ اس تفسیر کی بہترین باتیں اس زمانہ کے سب سے بڑے مذہبی راہنما حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قلب سے میرے قلب میں آئی ہیں میں نے سیر ہو کر علم کے اس چشمہ سے پانی پیا ہے جو اس مصلح عظیم مہدی و مجدد صدی چہاردہم بانی سلسلہ احمدیہ نے بہایا ہے۔"

(لمحہ فکریہ صفحہ ۲۲)

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ

"علم بھی آپ کا ہے۔ جو میں نے لیا اور آرزو بھی آپ کی تھی جس کے پورا کرنے کا میں ذریعہ بن گیا۔" (ایضاً)

مولوی صاحب موصوف صاف الفاظ میں اس امر کا اظہار نہیں کرنا چاہتے کہ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے لٹریچر سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے ان حقائق و معارف کو اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے جو حضرت اقدس علیہ السلام نے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ تا لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ صرف ناقل ہیں۔ اور حقائق و معارف حضرت اقدس کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ بلکہ مولوی صاحب موصوف اس کی بجائے فرماتے ہیں کہ میری تفسیر کی بہترین باتیں حضرت مرزا صاحب قادیانی کے قلب سے میرے قلب میں آئی ہیں گویا مولوی صاحب کے انتہائی خلوص کی وجہ سے یہ علم لدنی صرف مولوی صاحب ہی کے حصہ میں آئے ہیں۔ اور دوسرے ماکران سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اور یہ کہ انہوں نے حضور اقدس علیہ السلام کے لٹریچر سے کوئی علم حاصل نہیں کیا۔ جو کچھ ملا ہے وہ براہ راست حضرت اقدس علیہ السلام کے قلب سے ان کے قلب میں اتر گیا ہے۔ اور وہ ایک خاص چیز ہے۔ جس سے دوسرے محروم ہیں اس جگہ مولوی صاحب کی ہشیاری کی داد دینی چاہیئے کہ حضور کے شائع شدہ لٹریچر کے ہوتے ہوئے انہوں نے کس طرح اپنے لئے ایک امتیاز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

غرضیکہ مولوی صاحب موصوف نے اپنی اردو انگریزی ہر دو تفسیروں کو حضرت اقدس علیہ السلام کے مذکورہ بالا کشوف کا مصداق قرار دیکر اپنے حق پر ہونے اور قادیانی جماعت کے باطل پر ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ قادیانی جماعت سے یہ توفیق چھین لی گئی۔ ان کو دنیا کا مال ۱۹۱۴ء میں مل گیا۔ مگر اللہ نے

"جماعت لاہور کو وہ ورثہ دیا جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔" (ایضاً صفحہ ۲۱)

حقائق کی روشنی میں ایک موازنہ

اب آیئے ہم جناب مولوی صاحب موصوف کے اس ادعا کی حقیقت دیکھتے ہیں۔ سو واضح رہے کہ یہ درست ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اردو انگریزی تفاسیر تیار کر کے شائع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ مگر حضرت اقدس علیہ السلام کا ارادہ کس قسم کی تفاسیر تیار کرنے کا تھا اس کا علم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے ایک ارشاد سے معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مجلس میں فرمایا۔

"میرا خود بھی ارادہ ہے کہ ایک ترجمہ قرآن شریف کا ہمارے سلسلہ کی طرف سے نکلے۔"

اس پر محمد عبدالحق صاحب نے عرض کیا کہ اس کی ضرورت کو یورپین لوگوں میں مجھ سے زیادہ کوئی اور محسوس نہیں کر سکتا۔"

جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

"صرف قرآن کا ترجمہ اصل میں مفید نہیں جبتک اس کے ساتھ تفسیر نہ ہو مثلاً غیر المغضوب علیہم و لا الضالین کی نسبت کسی کو کیا سمجھ آ سکتا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ جبتک کہ کھول کر نہ بتلایا جائے اور پھر یہ کہ مسلمانوں کو کیوں سکھلائی گئی۔ اس کا یہی منشاء تھا کہ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کا انکار کر کے خدا کا غضب کمایا ایسا ہی آخری زمانہ میں اس امت نے بھی مسیح موعود کا انکار کر کے خدا کا غضب کمانا تھا۔ اسلئے اول ہی ان کو بطور پیشگوئی اطلاع دی گئی کہ سعید رہیں اس وقت غضب سے بچ سکیں۔"

(البدر ۲۳ / اکتوبر ۱۹۰۳ء)

اس ارشاد میں حضرت اقدس علیہ السلام نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ آپ کس قسم کا ترجمہ اور تفسیر اپنے سلسلہ کی طرف سے شائع کرانا چاہتے تھے۔ ایک تو یہ کہ اس میں یورپین لوگوں کے لئے مسیح موعودؑ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو یہ بتایا جائے کہ کافر کہنے سے نہیں بلکہ مسیح موعودؑ کا محض انکار کرنے سے انجام یہود کی طرح خدا تعالیٰ کے غضب میں پہنچاتا ہے۔

پس وہی تفسیر حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ جس میں مذکورہ بالا امور دونوں بالوضاحت بیان کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کو پیش کیا گیا ہو۔ اب فیصلہ کرنے والوں کے لئے یہ بات آسان ہے کہ وہ دیکھیں کہ آیا مولوی محمد علی صاحب کی تفاسیر میں ہر دو امور کا التزام کیا گیا ہے۔ مگر افسوس جب ہم مولوی صاحب مرحوم کی ہر دو تفاسیر کو دیکھتے ہیں تو ان امور سے خالی پاتے ہیں۔

نہ صرف یہ بلکہ حضرت اقدس علیہ السلام کے لٹریچر سے جو حقائق و معارف مولوی صاحب نے لئے ہیں انہیں کبھی بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کیا

بلکہ جا بجا حضرت اقدس علیہ السلام کے امتیازات و خصوصیات کو مٹا کر رکھ دیا اور بڑے زور و شور سے ان کی تردید کی ہے۔ اور اس طرح انہوں نے آپ کی بہت سی باتوں کو نظروں سے اوجھل کر دیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسی تفسیر کسی صورت میں حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔

دوم۔ انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان سے باقاعدہ تنخواہ لے کر اسے تیار کیا تھا۔ مگر اسے انجمن کے حوالہ کرنے کی بجائے لاہور لے جا کر اس میں ردّ و بدل کر کے اسے ایک اور ہی انجمن کے ذریعہ سے شائع کیا۔ اور اس پر حق رائلٹی وصول کیا۔ جس کا ان کو قطعاً حق نہ پہنچتا تھا۔ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ اسے کامل طور پر اپنی انجمن کے حوالہ کرنے کی بجائے اپنے بیوی بچوں کے نام پر رجسٹرڈ کروا دیا۔ تا ہمیشہ کے لئے اس پر ان کا حق قائم رہے۔

کیا ایسی صورت میں اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے وہ تفسیر حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کی۔ اور آپ کا منشاء پورا کر دیا۔ کیا ایسی حالت میں انہیں اس پر فخر کرنا بجا تھا۔ کیا یہ خدمتِ قرآن ہے جس پر فخر کرنا چاہیئے یا یہ تجارتِ قرآن ہے۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک اور کشف کے ذریعہ سے بتا دیا تھا کہ ایک چور آپ کے معارف و خصوصیات کو سرقہ کر جائے گا اور انہیں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ کر دینے کی کوشش کرے گا مگر وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے گا کیونکہ ایک اور شخص اس چور سے اس تفسیر کو چھین کر واپس لے آئے گا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

"آج میں ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زری جس پر سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے ایک چور اس چوغہ کو لے کر بھاگا اور اس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا۔ بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے ضائع کرے۔ اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ جو معارف و حقائق لوگوں کی نظر سے غائب کر دے مگر ایسا نہیں ہوگا اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجبِ عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم۔"

(تذکرہ صفحہ ۶۶۴، بدر ۲ ستمبر ۱۹۰۶ء)

چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور یہ کشف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ سے تفسیر کبیر کی شکل میں پورا ہوا۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دوسرے الہامات اور رؤیا سے معلوم ہوتا ہے یہ مقدر بھی یہی تھا کہ یہ کام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ سے سرانجام پاوے۔ چنانچہ مصلح موعود کے متعلق جو عظیم الشان خبر دی گئی تھی وہ بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے کتاب اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی مبشر اولاد کو آئندہ کی بنیاد قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہیں
یہی ہیں پنجتن جن پر بِنا ہے

نیز تحریر فرمایا کہ

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

بہر حال یہ کام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیلئے مقدر تھا اور انہیں کے ذریعہ سے سرانجام پایا۔ مگر مولوی صاحب موصوف اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

"مجھے اور جماعت لاہور کو وہ ورثہ دیا جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔" (تحفۂ فاتحہ صفحہ ۱۸)

حالانکہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی تفسیر کے لئے ایسی خصوصیت کا ذکر فرمایا کہ قادیان سے قطع تعلق کے بعد مولوی صاحب موصوف کیلئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ اس کا ذکر اپنی تفسیر میں کرتے اور اس میں یہ لکھتے کہ سورۃ فاتحہ میں مسیح موعود کے بارہ میں پیشگوئی ہے اور یہ بھی کہ مسیح موعود کا محض انکار مسلمانوں کو یہود کی طرح مغضوب بنا دے گا۔ اب مسیح موعود آ چکا ہے۔ اس لئے انہیں انکار کر کے مغضوب علیہم نہیں بننا چاہیئے بلکہ ان پر ایمان لا کر منعم علیہم میں شامل ہونا چاہیئے۔

"ہمارے جوہری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۳)

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ بعض اور لوگوں نے بھی اس کام کے لئے کوشش کرنا تھی مگر وہ اس کام کو اس رنگ میں سرانجام دینے کے قابل نہ ہونے والے تھے۔ جس رنگ میں حضرت اقدس علیہ السلام کا منشاء ہے۔ اس کام کو صرف وہی سرانجام دے سکتا تھا جو حضور کی شاخ اور حضور میں داخل ہے۔

ازالہ اوہام ہی میں حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

احادیث کے بعض الفاظ ظاہری طور پر ہم پر چسپاں نہیں ہو رہے مگر اس کا ہمارے دعویٰ مسیح موعود پر کچھ اثر نہیں۔ یہ ظاہری باتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری کر دے گا۔ اور اس کے لئے میری ذریت میں سے ایک مسیحی نفس انسان کھڑا کر دیگا۔ بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد اور بھی کوئی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ ...... فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۵۶)

پھر فرمایا:۔

"اور فرض کے طور پر تسلیم بھی کریں کہ بعض پیشگوئیوں کا اپنی ظاہری صورت پر پورا ہونا ضروری ہے۔ تو ساتھ اس کے یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیئے کہ وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ضرور ان کی تکمیل کرائی جائیگی کہ جو پورے طور پر پیروی کی راہوں میں فانی ہو نیکی وجہ سے اور نیز آسمانی روح کے لینے کے باعث سے اس عاجز کے وجود کے ہی حصہ ہیں ہوں گے اور ایک پیشگوئی بھی جو براہین میں درج ہو چکی ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے۔ جس کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

گویا آپ کی ذریت میں سے جسے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود بنا کر کھڑا کرنا تھا اسے مسیحی نفس قرار دیا گیا ہے اور اسے آپ کے وجود میں داخل اور آپ کا تتمہ بنایا گیا ہے۔ لہذا حقیقی رنگ میں وہی آپ کی اصلی شاخ ہے نہ کہ وہ جو آپ کے مبارک مرکز سے کٹ کر اور ہمیشہ کے لئے اس سے قطع تعلق کر کے اس کے بالمقابل اڈا کھڑا کر لیتا اور مخالفانہ مورچہ لگا لیتا ہے (باقی)

اعلانِ نکاح

قادیان ۱۲ر اکتوبر۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری منور علی صاحب درویش قادیان کا نکاح محترمہ فیروزہ بیگم بنت مکرم ماسٹر محمد منشار صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ساتھ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

منقولات

"وہابی۔ دیوبندی اور الیاسی تبلیغی جماعت کے عقائد!"

آگرہ کے علماء کے ایک اشتہار کی صحیح نقل

گزشتہ ماہ جولائی ۱۹۶۲ء میں ۲۰×۳۰ سائز کا ایک بڑا پوسٹر آگرہ کے بعض علماء کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جسے ہم من و عن ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اسکے مطالعہ سے جہاں عصر حاضر کے علماء کے مشاغل کا علم ہوتا ہے وہاں ملت المسلمین کی زبوں حالی پر بھی رونا آتا ہے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کو ایسی فضول باتوں میں کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ اور اپنی بے عملی سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا تفصیلی تبصرہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے ——— (ادارہ)

برادران اسلام اس اشتہار کو اول سے آخر تک غور سے پڑھیں اس سے کسی کو بلاوجہ بدنام کرنا منظور نہیں بلکہ صرف اظہار حق مقصود ہے

تمہارے شہر آگرہ میں ۱۰ جولائی ۱۹۶۲ء سے مولوی الیاس صاحب دہلوی کی تبلیغی جماعت کا اجتماع ہو رہا ہے جس میں اُن کے ہم مذہب و ہم عقیدہ بڑے بڑے عالم آرہے ہیں اور تقریریں سنا کر ناواقف سیدھے سادھے مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانا چاہتے ہیں۔ اسلئے عام برادران اہلسنت کی معلومات کے لئے جناب ناظم صاحب جماعت اہلسنت کی لکڑ گنج ناگپور کے پوسٹر کا جو کہ [illegible] پرنٹنگ پریس دہلی کا چھپا ہوا ہے) شائع کرا کر اُن کے عقیدوں سے عام ناواقف سیدھے سادھے مسلمان واقف ہو کر اپنے ایمان اور عقیدوں کو بچا سکیں

گو نام کے اعتبار سے یہ دو جماعتیں ہیں مگر عقیدے کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں ذیل میں انکے مذہب اور عقیدے کے متعلق دس سوالات مع جوابات علماء دیوبند کی معتبر کتابوں کے حوالے درج ہیں ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر ایک ہزار روپیہ انعام

سوالات	جوابات
(۱) کیا علماء دیوبند کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے	(۱) جی ہاں علماء دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب (جھوٹ) داخل قدرت باری تعالیٰ ہے۔ مسلمانو دیکھو۔ علماء دیوبند نے خدائے قدوس کے جھوٹ بولنے کو بھی ممکن بنا دیا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اسے جمیع محققین اہل اسلام صوفیائے کرام و علماء عظام کا مذہب بھی بتا دیا۔ حالانکہ جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔
(۲) علماء دیوبند کے نزدیک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ ہے یا شیطان کا نیز حضور کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا شیطان کا۔	(۲) علماء دیوبند کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کی وسعت علم کے لئے اُن کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں ہے۔ چنانچہ علماء دیوبند کے دوسرے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی اپنی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں: الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر دو عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تنبیہ:- مسلمانو غور کرو مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب جیسے ان علمائے دیوبند نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اس شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت کر دیا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور سے ایسی عداوت۔ یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ حضور کے لئے جس علم کا ثابت کرنا شرک ہے وہ شیطان کے لئے کیسے ایمان ہو سکتا ہے اور وہ بھی نص سے یعنی قرآن وحدیث سے یعنی قرآن وحدیث بھی شرک ثابت کر رہا ہے۔ مسلمانو! انصاف کرو کیا اسمیں حضور کی توہین نہیں ہے۔ اگر کوئی طرفدار نہ مانے تو اس سے کہو کہ اُو علم میں شیطان کے برابر، دیکھو جامہ سے باہر ہو جائے گا۔ حالانکہ اس کو برابر ہی کہا ہے گھٹایا نہیں۔ اگر گھٹا دیا جائے تو معلوم نہیں کہاں تک نوبت پہونچے۔ مسلمانو! شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ جس کسی نے مخلوق کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم میں زیادہ کہا وہ شخص کافر ہے۔ شفا شریف کی شرح نسیم الریاض میں ہے من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه ونقصه فهو ساب (ترجمہ) جس کسی نے کہا کہ فلاں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم ہے، اس نے حضور کو عیب لگایا اور حضور کی تنقیص کی وہ حضور کو گالیاں دیتا ہے۔ پھر اس کے کفر میں کیا شبہ۔
(۳) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو رب العزت نے بعض علم غیب عطا فرمایا تو کیا علماء دیوبند میں سے کسی نے ایسا لکھا ہے کہ ایسا علم غیب تو بچوں۔ پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔	(۳) جی ہاں علماء دیوبند کے پیشوا اور الیاسی تبلیغی جماعت کے رہنما مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ غافلین کا۔ اس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ کل اور بعض۔ کل کو تو بعد میں عقلاً اور نقلاً باطل کیا اور نہ حضور کے لئے کوئی کل مانتا ہے۔ رہا بعض علم غیب وہ یقیناً حضور کا تھا ہے۔ اسی علم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ اور حضور کی توہین کا حکم ابھی آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ بعض عقیدت مند لوگ محض طرفداری میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس عبارت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے مگر یہ محض اشرف علی صاحب کی کھلی طرفداری ہے۔ اس لئے کہ اگر یہی عبارت مولوی اشرف علی صاحب کے لئے بول دی جائے اور یوں کہا جائے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی ذات پر علم کا کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے تو یقیناً وہ طرفدار لوگ بھی جامہ سے باہر ہو جائیں گے۔ اور کہہ دیں گے کہ اس میں اشرف علی صاحب کی توہین ہے۔ حالانکہ وہی عبارت ہے جو اشرف علی

سوالات | جوابات

صاحب نے حضور کے لئے لکھی ہے صرف نام کا فرق ہے۔

(۴) سنا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا خیال آنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی شرک کی طرف چلا جاتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کے نزدیک نماز پڑھنے کی کیا صورت ہوگی۔ اس لئے کہ نماز میں حضور کا ذکر آتا ہے۔ التحیات میں حضور پر سلام بھیجا جاتا ہے۔ اور آپ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے۔ اس وقت تو آپ کا خیال ضرور آتا ہے۔

(۴) جی ہاں علماء دیوبند کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم کے صفحہ ۸۶ میں لکھا ہے۔ صرف ہمت بسوی شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود شود بشرک می کشد (ترجمہ) شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے مذہب پر نماز تو کسی صورت میں بھی نہ ہوگی۔ اسلئے کہ التحیات میں نبی کریم علیہ التسلیم پر نمازی سلام بھیجے گا اور آپ کی رسالت کی شہادت دے گا۔ تو یقیناً آپ کا خیال نمازی کے دل میں ضرور آئے گا۔ اب اس خیال کی دو ہی صورتیں ہیں تعظیم کے ساتھ آئے گا یا تحقیر کے ساتھ۔ اگر تعظیم کے ساتھ حضور کا خیال آیا تو بقول مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی شرک کی طرف کھینچ گیا کہاں کی نماز اور اگر حقارت کے ساتھ حضور کا خیال آیا تو ایمان ہی رخصت ہوا۔ پھر کیسی نماز کیونکہ نبی کی حقارت کفر ہے اب کفر اور شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھے مگر مشکل یہ ہے کہ التحیات کا پڑھنا نماز میں واجب ہے اور واجب کے قصداً ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا التحیات نہ پڑھنے سے بھی نماز نہ ہوگی۔

---

(۵) کیا علماء دیوبند کے نزدیک امتی عمل میں نبی کے برابر ہو سکتا ہے۔

(۵) جی ہاں۔ امتی عمل میں نبی کے برابر ہو سکتا ہے بلکہ بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۵ پر تحریر کرتے ہیں۔ انبیاء اگر اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں مسلمانو! دیکھا آپ نے علماء دیوبند کا عقیدہ کہ عمل میں امتی کو نبی کے برابر کرتے ہیں بلکہ بڑھاتے ہیں۔

---

(۶) "رحمۃ للعالمین" نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص ہے یا علماء دیوبند کے نزدیک امتی کو بھی رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔

(۶) رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مخصوصہ نہیں بلکہ علماء ربانیین (علماء دیوبند) کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے چنانچہ علماء (دیوبند) کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲ میں تحریر کرتے ہیں۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین (علماء دیوبند) بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیا جائے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ فائدہ:۔ علماء دیوبند کے نزدیک چونکہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی ہیں اور ان کا حکم ہے کہ عالم ربانی کو رحمۃ للعالمین کہنا درست ہے۔ لہٰذا علماء دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد رحمۃ للعالمین ہیں۔ سبحان اللہ

---

(۷) علماء دیوبند کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ لکھنا کیسا ہے؟

(۷) لکھنا تو درکنار، اگر لکھا ہوا بھی مل جائے تو جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۲ سوال مرثیہ جو تعزیے وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں تو وہ دور کرنا چاہیے یا ان کا جلا دینا مناسب ہے یا دریا برد کرنا۔ فقط و۔ الجواب ان کا جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے فقط۔ تنبیہ:۔ مسلمانو! ذرا غور کرو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کو جلا دینا اور زمین میں دفن کرنا ضروری ہے مگر مولوی رشید احمد صاحب کا مرثیہ لکھنا درست ہے۔ مدت دراز سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو رہا ہے آج تک کسی دیوبندی مولوی نے رشید احمد کے مرثیہ کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا فتویٰ شائع نہیں کیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک علماء دیوبند کا مرثیہ لکھنا بلا کراہت درست ہے اور جائز ہے شہیدان کربلا کے مرثیہ کی طرح اس کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا حکم نہیں۔ عقیدہ تمندی اسی کا نام ہے۔

---

(۸) علماء دیوبند کے نزدیک محرم میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ صحیح روایت کے ساتھ بیان کرنا۔ سبیل لگانا۔ چندہ سبیل میں دینا۔ شربت یا دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

(۸) صحیح روایت کے ساتھ بھی محرم میں شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر دیوبندی مذہب میں حرام ہے سبیل لگانا چندہ سبیل میں شربت میں دینا۔ بچوں کو دودھ پلانا سب حرام ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴ میں لکھتے ہیں:۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل یا شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے فقط۔ تنبیہ:۔ مسلمانو! ذرا غور سے سنو۔ یہ تو سب حرام مگر ہولی۔ دیوالی کہ کفار کے آتش پرستی کے دن ہیں وہ اسکی خوشی میں جو چیزیں مسلمانوں کے یہاں بھیجیں ان کا لینا کھانا سب درست ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۷۔ اسئلہ ہندو تیوہار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ بطور تحفہ بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم اور نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔ الجواب:۔ درست ہے فقط۔ تنبیہ:۔ مسلمانو! غور کرو علماء دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب باوجودیکہ محرم کے شربت دودھ وغیرہ سب کو حرام بتا رہے ہیں مگر ہولی اور دیوالی سے ایسا انس تعلق ہے کہ اس کے ہر کھانے کو جائز اور درست بتاتے ہیں۔ اسی کا نام ہے عقیدت۔

---

(۹) بعض لوگ بتاتے ہیں کہ محفل میلاد شریف میں قیام تعظیمی ہوتا ہے اور غلط روایتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے علماء دیوبند محفل میلاد شریف کرنا جائز کہتے ہیں ورنہ کوئی اور وجہ نہیں لہٰذا سوال یہ ہے کہ ایسی مجلس

(۹) مجلس میلاد میں اگرچہ کوئی بات خلاف شرع نہ ہو قیام بھی نہ ہو روایتیں بھی صحیح پڑھی جائیں تب بھی علماء دیوبند کے نزدیک جائز نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۳ میں ہے۔ سوال انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں۔ الجواب:۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ فائدہ:۔ مجلس میلاد کو ہر حال ناجائز بتایا ہے۔ اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں جبھی تو کہا ہر حال ناجائز ہے جو دیوبندی

سوالات

میلاد منعقد کرنا جس میں صحیح روایتیں پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ کیا جائے اور کوئی کام خلاف شرع بھی نہ ہو ایسی میلاد شریف بھی علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔

(۱۰) یہ مشہور کوا جو بستیوں میں پھرتا ہے بغیر نجاست بھی کھاتا ہے عموماً مسلمان اس کو حرام جانتے ہیں۔ کیا علماء دیوبند کے نزدیک یہ کوا حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

جوابات

مولوی صحیح روایت کے ساتھ بغیر قیام کے میلاد شریف کو جائز کہتے ہیں ان کو فتاوی رشیدیہ دکھاؤ اور پوچھو کہ تم نے اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کے فتویٰ کے خلاف جائز کیوں کہا۔ تمہارے نزدیک اگر مولوی رشید احمد صاحب کا فتویٰ صحیح ہے تو اپنا حکم بتاؤ کہ تم نے ناجائز کو جائز کہا اور اگر تمہارا قول صحیح ہے تو مولوی رشید احمد پر حکم لگاؤ کہ انہوں نے جائز کو ناجائز لکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو پھانسنا مقصود ہے۔ جہاں جیسا موقع دیکھا ویسا کہہ دیا۔ کچھ بھی ہو۔ مسلمان جال میں پھنسنے رہیں۔

(۱۰) دیوبندیوں کے نزدیک یہ کوا بلاشبہ جائز ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو علماء دیوبند کے نزدیک اس کوے کو کھانا ثواب ہے ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۴۵۔ سوال:۔ جس جگہ زاغ معروف کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔ الجواب۔ ثواب ہوگا۔ فقط خاکسار:۔ مولوی رشید احمد صاحب پیشوائے دیوبند نے تصریح فرما دی ہے کہ کوا کھانا ثواب ہے مگر نہ معلوم بعض دیوبندی لوگ اس ثواب سے کیوں محروم ہیں کار ثواب میں شرم نہیں چاہیئے۔ مرغ مباح ہی ہے مگر کوا کھانے پر جب ثواب ملتا ہے تو علماء دیوبند کی دعوت میں کوا ہی پیش کرنا چاہیئے تاکہ ہم خرما و ہم ثواب دونوں باتیں حاصل ہوں۔ ... مسلمانو: دیوبندی، وہابی اور الیاسی تبلیغی پارٹی کی حقیقت پہچانو ان کے مذہب اور عقیدے پر آگاہ ہونے کے بعد ان سے پرہیز کرو۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسی کھلی ہوئی توہین کرنے والوں کا ساتھ دینا یا ان سے تعلق رکھنا کسی دیندار مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ تنبیہ:۔ اگر یہ لوگ دھوکا دینا چاہیں کہ ہمارے ایسے عقیدے نہیں تو دریافت کرو کہ جن لوگوں نے ایسا لکھا ہے اُن کے بارے میں کیا کہتے ہو اگر ان کی تعریف کریں یا خاموش ہو جائیں تو سمجھ لو کہ یہ بھی اُنہیں کے ہم عقیدہ ہیں جو حکم اُن کے لئے ہے وہی اُن کے واسطے ہے۔ ہاں اگر وہ عرب و عجم کے علماء اہل سنت جماعت کی طرح ان گستاخوں کے لئے کفر و ارتداد کا حکم دیں۔ جیسا کہ شریعت مطہرہ کا ارشاد ہے تو حق تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ اور ان کے ثبات واستقامت کی دعا کرو۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

المشتہرین:۔ مولانا احمد اللہ صاحب جنرل سیکرٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (بمبئی) شاخ آگرہ، بابو عنایت خاں صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (بمبئی) شاخ آگرہ۔

تحریک جدید کا مالی سال ختم ہو رہا ہے

تحریک جدید کا مالی سال ۱۸ء ختم ہونے میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں۔ جماعتوں کے صدر صاحبان اور افراد کی خدمت میں یاددہانیاں بھجوائی جا چکی ہیں۔ کہ جو احباب ابھی تک اپنے وعدے کا کُل یا کوئی جزء ادا نہیں فرما سکے وہ جلد از جلد ادائیگی کر کے نئے سال کے وعدوں کی تیاری فرمائیں جس کا اعلان چند روز تک متوقع ہے۔ اگر بقایا رہ جائے تو ادائیگی میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور اگلے سال کا وعدہ کرتے ہوئے بھی ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اپنے وعدے پورے کرنے کی توفیق بخشے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

جلد سے جلد وصیت کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”تم جلد سے جلد وصیت کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔“

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

زکوٰۃ

۴۲

(۱) زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے (۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے (۳) کوئی دوسرا چندہ ”زکوٰۃ“ کا قائم مقام تصور نہیں کیا جا سکتا (۴) زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے (۵) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

موصی احباب کے لئے لمحۂ فکریہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردہ نظام وصیت میں بہت سے مخلصین جماعت کو شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جن پر نظام وصیت کی اہمیت واضح نہیں ہوئی۔ وہ بدستور غیر موصی ہونے کی وجہ سے چندہ عام ادا فرما رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں رقم فرماتے ہیں۔ کہ

”چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں ...... اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا۔ جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے متعدد ارشادات میں نظام وصیت کی وضاحت فرماتے ہوئے احباب جماعت کو اس میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی ہے۔ اور موجودہ زمانہ کی ضروریات کے پیش نظر حضور نے یہاں تک فرمایا ہے کہ

”ایمان کی کم از کم علامت یہ ہے کہ جماعت کا ہر شخص وصیت کرے۔“

لہذا ایسے احباب جماعت جن کو ابھی تک وصیت کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ ان کو فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

عہدیداران جماعت اور مبلغین صاحبان کو چاہیئے۔ کہ حضور علیہ السلام کے رقم فرمودہ رسالہ ”الوصیت“ تمام دوستوں کو سنانے کا انتظام [illegible] کہ احباب جماعت پر نظام وصیت کی ضرورت اور اہمیت واضح ہو اور مستفید ہو سکیں نیز موصی بقایاجات کی طرف بھی خاص توجہ فرماویں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اپنے مالی فرائض کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دلی۔ ۲۰ راکتوبر۔ آج رات چین کے حملہ کے سلسلہ میں مرکزی وزارت دفاع نے سرکاری طور پر جو اعلان کیا وہ یہ ہے۔ چیکوہن لائن پر نفاگلا رج کی ہندوستانی چوکیوں پر آج صبح چینی فوجوں نے حملہ کیا یہ حملہ خنزمانے سے ڈھولا چوکی تک کے تمام علاقے میں کیا گیا بڑی تعداد میں چینی فوجوں نے ہر خودکار اسلحہ سے لیس ہیں بسلسل جاری چوکیوں پر حملہ کر رہی ہیں۔ اور ان کو بھاری توپوں اور مشین گنوں کی امداد حاصل ہے ہماری فوجیں ایک ایک انچ زمین کے لئے بہادری کے ساتھ لڑ رہی ہیں۔ تاہم بڑی تعداد میں چینی فوجوں سے سخت جنگ کے بعد ہم نے کچھ زمین چھوڑ دی۔ خنزمانے چوکی کو خالی کرنے سے پہلے ہماری فوجوں نے اپنا آخری کارتوس تک استعمال کیا۔ اب جنگ نام کا چو دریا کے کنارے سے جنوب میں ہو رہی ہے۔ ایک ہیلی کوپٹر کو جو زخمیوں کو لا رہا تھا چینیوں نے مار گرایا۔ مغربی علاقہ میں لداخ میں چینیوں نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ یہاں بھی ہماری فوجوں نے بہادری کے ساتھ جنگ کی۔ لیکن مضبوط چوکیاں قائم کرنے کے لئے انہیں ایک دو چوکیوں سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ دونوں علاقوں میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ ہماری فوجوں کا جانی نقصان ہوا ہے۔ لیکن کس حد تک یہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔ مگر دونوں جگہوں پر چینی فوجوں کو بھی زبردست جانی نقصان پہنچا ہے۔ اب چین کی پالیسی ظاہر ہو گئی ہے۔ ایک طرف وہ پر امن سمجھوتہ کے لئے تجویز پیش کر رہا تھا اور بڑے حملے کی تیاریاں کر رہا تھا چین نے جو حملہ کیا ہے اس کی نوعیت سے ظاہر ہے کہ یہ پہلے سے تیاریاں کرنے کے بعد جان بوجھ کر اور پروگرام کے مطابق کیا ہے۔

پیکنگ ۲۲ راکتوبر۔ چین کی نیوز ایجنسی نے بیان کیا ہے کہ چین اور بھارت کی مشرقی سرحد پر لڑائی کرنے والی چینی فوجوں نے آشے پو جی چانگ۔ چانگ توہ دره نے پنگ اور دوسرے مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ بھارت سرکار کے ایک ترجمان نے بیان کیا ہے کہ چینی فوجوں نے جنوبی لداخ میں جھیل پینگوگ کے علاقہ میں ایک بھارتی چوکی پر غلبہ پانے کے لئے پہلی مرتبہ ٹینک استعمال کئے۔ بھارتی چوکی کے فوجیوں نے اس سے پہلے چینیوں کے تین حملے پسپا کر دیئے تھے۔ بھارتی چوکی میں ۳۰ یا ۳۱ فوجی تھے۔ انہوں نے اپنی تعداد سے پانچ گنا چینی فوجیوں کے حملہ کا نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور ان کے تین حملوں کو پسپا کیا۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

سرکاری ترجمان نے مزید بیان کیا۔ کہ جھیل پینگوگ کے علاقہ میں مزید تین بھارتی چوکیاں شدید لڑائی کے بعد ہمارے ہاتھوں سے چھن گئیں۔ حملہ آور چینی فوجوں کو بھاری مارٹر توپوں اور پہاڑی توپوں کی حمایت حاصل تھی۔ سماکونان وادی سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ دولت بیگ اولڈی چوکی بدستور بھارتی فوج کے قبضہ میں ہے۔ بھارت سرکار کے ترجمان نے مزید بیان کیا۔ کہ نیفا کے علاقہ میں چینی فوجیں سیکموہن لائن کے قریب جمیسٹو کی بھارتی چوکی کے بالمقابل جمع ہو رہی ہیں اور سرحد نے اپنی طرف خندقیں کھود رہی ہیں۔ یہ علاقہ برما کی سرحد کے قریب واقع ہے اور نیفا کے ڈویژن میں ہے سرکاری ترجمان نے مزید بیان میں کہا کہ آج صبح سویرے چینیوں نے اس جگہ پر ایک سخت حملہ کیا۔ لڑائی بدستور جاری ہے۔ چینی فوجیں کل سے لونگجو کے علاقہ میں بھی جمع ہو رہی ہیں

لندن ۲۲ راکتوبر۔ یہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بھارت سرکار نے برطانیہ اور امریکہ سے استفسار کیا ہے کہ کیا اسے اپنی شمالی سرحدوں پر چینیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خودکار ہتھیار دیئے جا سکتے ہیں۔ لندن کے سرکاری ترجمان نے بھارت سرکار کی اس درخواست پر کسی قسم کی ماسمے زنی کرنے سے احتراز کیا ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ بھارت کے خلاف چین کی جارحانہ کارروائی سے امریکہ کو بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ امریکن سرکار بھارت کی طرف سے امریکہ سے سامان جنگ خریدنے کی کسی بھی درخواست پر ہمدردانہ غور کرے گی۔

ماسکو ۲۲ اکتوبر۔ روسی اخبارات نے آج تیسرے روز بھی بھارت اور چین کے سرحدی تصادم کے متعلق خاموشی اختیار کئے رکھی۔

اشاعت لٹریچر و کتب کے متعلق ایک ضروری اعلان

بعض احباب یا جماعتیں تبلیغی لٹریچر یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب تبلیغی اغراض سے شائع کر لیتی ہیں لیکن ان کی قبل ازیں منظوری مرکز سے نہیں لی جاتی کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طباعت میں بہت سی غلطیاں بوجہ کما حقہ پروف ریڈنگ نہ کرنے کے رہ جاتی ہیں یہ درست نہیں

آئندہ کے لئے جملہ احباب و جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو احباب یا جماعتیں تبلیغی لٹریچر یا کتب سلسلہ شائع کرنا چاہیں وہ اشاعت سے قبل نظارت ہذا سے منظوری لے لیں تاکہ نظارت ہذا مرکز میں یا قریبی مبلغ کے ذریعہ پروف ریڈنگ کے کام کی نگرانی کا انتظام کرا سکے تاکہ شائع کردہ لٹریچر درست اور غلطیوں سے مبرا ہو۔

جملہ احباب و جماعتوں پر اس کی پابندی لازمی ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان میں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء منعقد ہوگا

احباب کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں منعقد جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر مقرر فرمائی ہیں۔ اس طرح احباب ریلوے کے رعایتی کرایہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور پاسپورٹ قادیان کے بعد ربوہ کے جلسہ میں بھی شمولیت کا موقعہ پا سکتے ہیں۔

احباب ابھی سے جلسہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی سعی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لداخ اور نیفا میں چینیوں کے جارحانہ حملے